محمد نواز

تکمیل دین اور بدعات

تکمیل دین کے سلسلہ کی آخری کڑی نبی ﷺ ہیں نبوت ختم ہو چکی ہے آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا جیساکہ ارشاد نبوی ہے۔ لا نبی بعدی میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے۔

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

"آج کے بعد میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے اور تم پر اپنی نعمت کو پورا کر دیا ہے اور تمہارے اسلام کو دین ٹھہرا کر راضی ہوا ہوں۔"

اس آیت مبارکہ سے بھی معلوم ہوا کہ دین مکمل ہو چکا ہے جب ایک جزو مکمل ہو جائے تو پھر اس میں اضافے و ترمیم کی گنجائش نہیں ہوتی دنیاوی لحاظ سے بھی جو قانون بناتا ہے اس میں تبدیلی و ترمیم کرنے کا مجاز بھی وہی ہوتا ہے۔ کوئی دوسرا شخص اس میں اضافہ و ترمیم نہیں کر سکتا جو قانون پارلیمنٹ کے اندر رہے گا اس میں ترمیم بھی پارلیمنٹ کے ارکان کر سکتے ہیں ایک شخصیت جتنی بھی بڑی ہو وہ اس میں اپنی مرضی سے ترمیم نہیں کر سکتی۔

اسی طرح ٹریفک کے قوانین میں سے ایک قانون ہے کہ سرخ اشارے پر رکنا ہے اور سبز اشارے پر چلنا ہے یہ قانون ہے اگر کوئی سپریم کورٹ کا جج آجائے اور کہے کہ نہیں سرخ اشارے پر چلو اور سبز اشارے پر رکو تو اس کی بات کو ایک بچہ بھی تسلیم نہیں کرے گا قانون قانون ہے ضابطہ ضابطہ ہے کوئی دوسرا شخص اس میں ردوبدل نہیں کر سکتا بلکہ اس میں رائے بھی نہیں دے سکتا جس طرح اگر ایک انجینئر عدالت میں بیٹھ

کہے میں اس کیس میں حصہ لیتا ہوں جرح کرتا ہو تو جج کہے گا کہ آپ کے پاس قانون کی ڈگری ہے؟ وہ کہے کہ ڈگری تو نہیں لیکن میں بہت بڑا انجینئر ہوں تو اس کو کوئی نہیں دیا جائے گا کہ وہ کیس میں جرح کرے۔ بالکل اسی طرح دین کا معاملہ ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام کائنات کا خالق، مالک اور رازق ہے اس نے اس کائنات کے لئے قوانین اور ضابطے مقرر کئے ہیں ایک ایک ذرہ اس کے قانون کا پابند ہے تو انسان بھی اس کے ضابطے اور قانون کا پابند ہے

ارشاد ربانی ہے:

الا له الخلق والامر کیا اس کے لئے ساری مخلوق اور تمام امور نہیں ہیں"

جب قانون اللہ کا ہے تو اس کے اندر ترمیم و تبدیلی کا حق بھی اللہ تعالیٰ کو ہے۔ جب نظام اس نے دیا ہے تو تبدیلی بھی وہی کر سکتا ہے۔ عقل و دلیل کی بنا پر بات کی جائے تو وہ درست نہیں ہوگی۔

جناب رسول ﷺ کی ذات جس کو اللہ تعالیٰ نے قانون دے کر بھیجا ہے اس کے ساتھ ہی یہ بات واضح کر دی کہ قانون میں ترمیم کا حق صرف مجھے حاصل ہے۔

ارشاد خداوندی ہے:

یاایها النبی لم تحرم مااحل الله لک تبتغی مرضات ازواجک

"اے نبی تم اس چیز کو کیوں حرام کرتے ہو جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے حلال کر دی ہے تم اپنی بیویوں کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے (اپنے اوپر) کیوں حرام کر لیتے ہو"

اس سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حلال کو حرام اور حرام کو حلال۔۔۔ قانون میں ترمیم کا اختیار اپنے نبی کو بھی نہیں دیا تو ایک عام انسان کو اس کا اختیار کیسے دیا جا سکتا ہے یہ قوانین ہم کو اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے دیئے ہیں آپ ﷺ کے بعد نبوت ختم ہے جب نبوت ختم ہے تو وحی کا سلسلہ بھی منقطع ہو گیا ہے جس ذریعہ۔۔۔

اللہ تعالیٰ احکام میں ترمیم کرتے تھے وہ ختم ہو گیا لہٰذا اب اس میں ترمیم و تبدیلی نہیں کی جا سکتی۔

جتنی اس کی اہمیت تھی اتنی ہی اس کے بارے میں تاکید فرمادی نبی ﷺ کی مدنی زندگی میں جمعہ فرض ہوا تو اس دوران بھی دس سالوں میں تقریباً 500 جمعہ کے خطبے بنتے ہیں اور تقریباً 20 عیدیں ہیں جتنے آپ ﷺ کے دور میں نکاح ہوئے ان سب میں آپ ﷺ نے اپنے صحابہ کو نصیحت کی کہ اللہ کے دین میں اضافہ و ترمیم کی جرات مت کرنا جہاں بھی مسلمانوں کا اجتماع ہوتا آپ ﷺ فرماتے:

فان خیر الحدیث کتاب اللہ و خیر الھدی ھدی محمد ﷺ و شر الامور محدثاتھا و کل محدثۃ بدعۃ و کل بدعۃ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار

"سب سے بہترین بات اللہ کا کلام ہے اور سب سے بہترین ہدایت و راہنمائی محمد ﷺ کی ہے اور سب سے بری بات دین میں اضافہ و ترمیم ہے ہر اضافہ و ترمیم (بدعت) نئی چیز ہے اور دین میں ہر نئی چیز گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم کا ایندھن بنتی ہے۔

امام مالکؒ کا قول ہے کہ جو شخص دین کے اندر اضافہ نیکی کے نام پر کرتا ہے تو وہ نبی اکرم ﷺ پر الزام لگاتا ہے کہ آپ ﷺ نے دین مکمل نہیں کیا بلکہ اس کو ادھورا چھوڑا۔

دنیاوی مثال ہے کہ اگر 50 روپے کے نوٹ پر کوئی شخص ایک صفر مزید لگا دے اور اس کو 500 روپے کا نوٹ بنا دے تو کیا حکومت خوش ہوگی کہ ہماری کرنسی میں اضافہ کیا ہے بلکہ گرفتار کر کے سزا دے گی اور پوچھے گی کہ یہ اختیار آپ کو کس نے دیا ہے یا کوئی نوٹ چھاپنے شروع کر دے تو کیا حکومت یہ سمجھے گی کہ یہ ہماری مدد کر رہا ہے ہرگز نہیں بلکہ اس کی پٹائی کرے گی اور قانونی طور پر اس کو سزا دے گی کیونکہ یہ کام صرف حکومت کا ہے اسی طرح جو قانون اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا ہے کس کو حق حاصل نہیں

کہ وہ اس کے اندر تغیر و تبدل کرے۔

لوگ کہتے ہیں کہ مولوی ترجمہ غلط کرتے ہیں اس کا ترجمہ آپ ﷺ کی حدیث مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن جب میں حوض کوثر سے اپنی امت کو پانی پلاؤں گا ایک جماعت میرے طرف آرہی ہوگی کہ اچانک ان کے اور میرے درمیان پردہ حائل ہو جائے گا اقول اصحابي اصحابي (میں کہوں گا یہ تو میرے ساتھی ہیں یہ تو میرے ساتھی ہیں) اللہ تعالیٰ فرمائے گا لا تدری ما احدثوا بعدک (تم نہیں جانتے کہ تیرے بعد انہوں نے کیا کیا احداث کئے۔

آپ ﷺ نے فرمایا اقول سحقا سحقا لمن غیر بعدی

میں کہوں گا ان کو میری نظروں سے ہٹاؤ ہٹاؤ جنہوں نے میرے بعد دین بدل ڈالا۔

جناب رسول مقبول ﷺ سے ثابت ہے کہ کون سی چیزیں دین میں اضافہ و ترمیم ہو سکتی ہیں آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔

من احدث فی امرنا هذا ما لیس منه فهو رد

جس نے ہمارے اس دین میں اضافہ و ترمیم کی جو اس کا حصہ نہیں وہ رد کر دیا جائے گا۔

آپ ﷺ کا فرمان ہے کہ:

من عمل عملا لیس علیه امرنا فهو رد (جس نے کوئی بھی ایسا عمل کیا جس کے بارے میں کوئی حکم موجود نہیں وہ مسترد کر دیا جائے گا)

ان ارشادات مبارکہ سے ظاہر ہوا کہ کوئی کام بھی خواہ وہ اچھا ہو آپ نے نہیں کیا دین میں اضافہ و ترمیم ہے مثلاً اگر کوئی شخص ظہر کے چار فرض کی بجائے پانچ فرض پڑھ لے تو کیا وہ اچھا کر رہا ہے اس کی نماز ہو جائے گی ہرگز نہیں یا کوئی شخص چار رکعت"

والی نماز کے پہلے قعدہ میں دعا اور درود پڑھ لے تو کیا خیال ہے درود کا پڑھنا تو باعث ثواب ہے تو کیا اس کی نماز ہو جائے گی جس طرح کرنسی نوٹ پر مہر حکومت وقت کی ہو تو قابل قبول ہے بالکل اسی طرح دین میں جو مہر اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے لگادی وہ قابل قبول ہے باقی سب بے فائدہ اور احداث ہے۔

صحابہ کرامؓ اس سلسلہ میں تین نکات کا لحاظ رکھتے تھے۔

(۱) دین کی بات میں حضور ﷺ کے بالمقابل کسی کی بات قابل قبول نہیں خواہ وہ کتنی بڑی شخصیت سے ہی کیوں نہ ہو حضور ﷺ کے فرمان کے سوا کسی دوسرے فرمان کو ترجیح دینا عذاب الٰہی کو دعوت دینا ہے۔

(۲) عبادات اور شعائر اسلام میں کوئی ایسا انداز ہرگز اختیار نہیں کیا جاسکتا جس کا ثبوت اور وجود حضور ﷺ کے دور میں ہو۔

(۳) دین وہ ہے جسے رسول ﷺ نے بیان فرمایا ہے اس کے بعد دین کے نام پر کسی چیز کو بدلا نہیں جاسکتا۔

پہلے نقطہ کی تشریح:

حضرت عبداللہ بن عباسؓ آپ ﷺ کے چچا زاد بھائی ہیں اور مفسر قرآن ہیں آپ ﷺ نے ان کے بارے دعا فرمائی۔ اللھم فقھہ فی الدین و علمہ التفسیر کچھ لوگ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور پوچھا کہ حج کی کتنی قسمیں ہیں ان میں بہتر کون سی ہے آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا حج کی تین قسمیں ہیں (۱) افراد (۲) قران (۳) تمتع اور جواب میں حضو ﷺ کا ایک فرمان سنا دیا انہوں نے کہا ابھی ہم نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ او سے پوچھا ہے تو انہوں نے ایسے بتایا ہے تو آپ رضی اللہ عنہ کو بڑا غصہ آیا اور کہا کہ "مجھے ڈر ہے" تم پر کہیں پتھروں کی بارش نہ ہو۔ اقول قال رسول اللہ و تقولوا قال ابوبکر رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ

تو اس سے ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کے فرمان کے مقابلہ میں کسی بڑے سے

بڑے کا فرمان قابل قبول نہیں ان کی بات رد کردی جائے گی۔

دوسرے نقطہ کی تشریح:

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے ایک دفعہ دیکھا کہ کچھ لوگ حلقہ بنا کر کنکریوں پر کچھ پڑھ رہے ہیں آپ رضی اللہ عنہ نے انہیں منع فرمایا انہوں نے کہا ہم تو اچھا کام کر رہے ہیں۔ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا ابھی تو صحابہ موجود ہیں اور یہ کہ آپ رضی اللہ عنہ کے نبی ﷺ کے کپڑے میلے نہیں ہوئے اور اس کے برتن بھی نہیں ٹوٹے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے یا تم ایسے گروہ سے تعلق رکھتے ہو جو آپ کے گروہ سے بلند مرتبہ والا ہے یا پھر تم گمراہی کا دروازہ کھول رہے ہو۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ارشاد نبوی ﷺ ہے۔

"کہ کتنے ہی ایسے ہیں جو خیر کو چاہنے والے ہیں خیر کو پا نہیں سکتے اور کتنے ہی ایسے ہیں جو کہ پڑھتے ہیں لیکن قرآن ان کے حلق سے نہیں اترتا تم بھی ایسے لوگ نظر آرہے ہو۔

پھر تاریخ گواہ ہے کہ یہی لوگ نہروان کی جنگ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خلاف خارجیوں کی حمایت میں نبرد آزما ہوئے۔

تیسرے نقطہ کی تشریح:

ایک شخص نے عید کی نماز سے قبل دو رکعت نفل نماز پڑھی حضرت علی رضی اللہ عنہ نے اس کو بلایا اور پوچھا تو اس نے جواب میں کہا کہ ثواب کی نیت سے پڑھ رہا ہوں حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ!

"مجھے ڈر ہے کہ انہی دو لفظوں کی وجہ سے آپ کو جہنم میں نہ بھیج دیا جائے۔ آپ کے خیال میں یہ نیکی ہے لیکن میرے نبی ﷺ سے بڑھ کر بھی زیادہ سمجھ دار ہیں آپ نے نہیں پڑھی تو تم کیوں پڑھ رہے ہو"

اس کے علاوہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کے لشکر کی روانگی کا مسئلہ در پیش آیا۔

ایک طرف مانعین زکواۃ کے خلاف حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جنگ کرنا چاہتے تھے مگر جلیل القدر صحابہ جن کے اندر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے انہوں نے اختلاف کیا اور دلیل مراہم کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے "امرت ان اقاتل الناس حتی یشھدوا ان لا الہ الا اللہ ......الابحقھا- الخ مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اسی حدیث سے استدلال کیا کہ الا بحقھا سے مراد کلمہ حق ہے اور زکوۃ کلمہ کا حق ہے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی تائید کردی۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ دیکھیں ایک طرف مانعین زکوۃ ہیں دوسری طرف نبوت کے جھوٹے دعویدار ہیں ان حالات میں، میں اسامہ بن زید کے لشکر کو روانہ نہ کیجئے مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے انکار کردیا اور جواب دیا اینقص الدین واناحی یعنی دین کے اندر کمی واقعہ ہو رہی ہو ارر ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ زندہ رہے ایسا قطعاً ممکن نہیں یعنی دونوں محاذوں پر لڑنے کا فیصلہ کیا جناب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا امت مسلمہ پر بہت بڑا احسان ہے اگر اس وقت تھوڑے سے ڈھیلے ہوجاتے تو آج یہ اس طرح استقامت نہ ہوتی کیونکہ ان کے ہاں دین مکمل تھا۔

اصل بات یہ ہے کہ مشاورت ضروری ہے مگر جس بارے میں کتاب و سنت کے احکام موجود ہوں تو اس کے لئے مشاورت کی ضرورت نہیں وہاں پر امیر اپنا حکم چلائے گا۔

لوگوں نے پھر آپ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ ابھی چھوٹے ہیں۔ ان کی جگہ کوئی اور امیر مقرر کردیا جائے مگر آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ابو قحافہ کے بیٹے کی کیا جرات ہے کہ جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سپہ سالار مقرر کیا ہو اس کو تبدیل کردے۔

غرض آپ نے اس کو روانہ کیا تو اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو گھوڑے پر سوار کیا

اور خود پیدل تھے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا آپ سوار ہو جائیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا نہ میں سوار ہوں گا اور نہ تم نیچے اترو گے۔ وہ یہ تھا کہ اللہ کا دین وہ ہے جس کو آپ نے بیان کردیا اور اس کے اندر ذرا برابر ردو بدل نہیں کیا جا سکتا اگر ائمہ کرام کی زندگیوں کو دیکھیں تو ان کے ہاں بھی دین وہی ہے جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا وہ تمام ایک دوسرے کے ساتھ مخلص تھے۔

امام ابو حنیفہ ؒ ان کے شاگرد امام محمد ؒ اور امام ابو یوسف ؒ نے ان کے ساتھ ۳\۲ مسائل میں اختلاف کیا ایک دفعہ بارش کے بعد کیچڑ تھا اور ایک بچے سے کہا بیٹا دیکھ کر چلنا کہیں پھسل نہ جانا تو بچہ نے جواب دیا کہ دیکھیں آپ نہ پھسل جائیں اگر آپ پھسل گئے تو تمام شاگرد پھسل جائیں گے۔

امام ابو حنیفہ ؒ نے فرمایا کہ "جو میری دلیل نہیں جانتا اس کے لئے حرام ہے کہ وہ میرے فتوے کو بیان کرے اور فرمایا: اترکوا قولی بحدیث رسول اللہ"

اسی طرح امام مالک ؒ نے روضۃ من ریاض الجنۃ میں مطالعہ کیا اور وقت کے حاکم نے فتویٰ طلب کیا کہ زبردستی طلاق کا فتویٰ کیا ہے پہلے لالچ دیا مگر آپ نے دلیل مانگی اس حکمران نے الٹا تشدد کیا اور بازو توڑ دیئے اور منہ کالا کرکے گدھے پر سوار کردیا آپ کو گلیوں کا چکر لگوایا آپ اس حالت کے میں بھی اعلان کرتے جاتے تھے لوگو سن و میں مالک بن انس ؒ ہوں اور میرا فتویٰ ہے کہ طلاق مکرہ نہیں ہوتی۔

اسی طرح امام شافعی ؒ کے پاس ایک آدمی آیا اور مسئلہ پوچھا آپ نے حدیث پڑھ کر سنادی۔ اس نے کہا اس حدیث کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے تو امام شافعی کا چہرہ سرخ ہوگیا اور فرمایا میں حدیث سناتا ہوں اور تو رائے طلب کرتا ہے۔

اسی طرح امام احمد بن حنبل ؒ پر آزمائش آئی اور خلق قرآن کا مسئلہ پیش آیا اور آپ کو قید میں ڈال دیا گیا وہاں پر آپ کے اوپر کوڑے برسائے جاتے ایک دن ایک آدمی نے آکر کہا امام صاحب آپ اس بات پر عمل کیوں نہیں کرلیتے اِلا من اکر۔

وقلبہ مطمئن بالایمان تو آپ نے فرمایا میں اپنی جان کی خاطر ان تمام کا بوجھ کس طرح اٹھالوں جو قلعہ سے باہر میرا انتظار کر رہے ہیں بہرحال ان تمام دلائل سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ دین مکمل ہے اور اگر کوئی دین کے اندر مداخلت کرنے کی کوشش کرتا ہے تو گویا وہ اللہ تعالیٰ کے منصب کو ہاتھ ڈالتا ہے۔اللہ ہمیں دین میں نئی ترامیم کرنے سے بچائے۔ آمین

در پے جوتے برسائے اور ان پر غلیظ ترین سب وشتم اور لعن طعن کی۔

اس پیرائے سے یہ حقیقت آشکار ہو چکی ہے کہ کیمونسٹ نظام فطرت سے شکست خوردہ ہو چکے ہیں۔

آخری گذارش: ہم نے وجود باری تعالیٰ کے ثبوت کے لئے عقل و فطرت کے عین موافق دبراہین اور ارشادات سلف صالحین عرض کئے ہیں اور اس مسئلہ کی وضاحت و صراحت کی حتی المقدور کوشش کی ہے ہم بارگاہ رب العالمین میں بدست دعا ہیں کہ وہ تمام دنیا کے ملحدین اور نام نہاد عقل پرستوں کو کائنات کے خالق و مالک کا وجود تسلیم کرنے اور اس کے احکامات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق مرحمت فرمائے۔

اللھم وفقنا لما تحب و ترضی